اور انتظامی امور میں شرکت اور مداخلت کا موقع ملا جو مخلوط حکومتوں کے نام سے کانگریس کو الیکشن میں شکست دے کر قائم ہوئی تھیں۔ اور ۱۹۶۹ء میں پہلی بار احمد آباد کے بڑے اور بے مثال فرقہ وارانہ فسادات نے، جن کے دوران مسلمانوں کو صنعت اور روزگار سے محروم کر دینے کے باقاعدہ منصوبے کے واضح طور پر انتظامیہ اور دوسرے سرکاری شعبوں میں مستقل طور پر اپنی جگہ بنالی، یہاں تک کہ جب ان ریاستوں میں جہاں مخلوط حکومتوں کا دور شروع ہوگیا تھا، دوبارہ کانگریسی حکومتیں قائم ہوئیں تو بھی اس مسلم دشمن رجحان میں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ جیسے جیسے، تعلیم گاہوں، اور مقابلہ کے امتحانوں کے ذریعہ نیا عنصر، ادنیٰ اور اعلیٰ سرکاری ملازمتوں میں داخل ہوتا گیا، مسلم دشمنی کا یہ رجحان بڑھتا ہی چلا گیا، اور جس رفتار سے اس رجحان میں اضافہ ہوا، اسی رفتار سے دستور اور حکومتی پالیسیوں میں سیکولرازم کا رنگ دھیما، اور کمزور ہوتا چلا گیا، اور اب ۱۹۶۷ء کے ٹھیک ۲۰ برس بعد ۱۹۸۷ء میں پورا ملک اس ذہنی انقلاب کے دہانہ پر پہنچا ہوا نظر آنے لگا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ناانصافی، ظلم اور زیادتی، حکومتی اور انتظامی سطح پر سرے ہی سے توجہ دینے کے لائق بات نہیں سمجھی جاتی۔

جو لوگ مراد آباد، علی گڈھ، بڑودہ، راجکوٹ، میرٹھ، ہاشم پورہ، ملیانہ اور دوسری جگہوں پر ریاستی کانسٹبلریوں، اور پولیس کی زیادتیوں کے رویہ کے شاکی اور اس طرزِ عمل پر معترض ہیں، جو مسلم نوجوانوں کو ٹرکوں میں بھر بھر کر، مسلم محلوں سے اٹھانے اور دور لے جاکر گولیوں سے اڑادینے کی صورت میں ظاہر ہوا، وہ دراصل صورتِ حال کی سنگینی کا صحیح اندازہ نہیں رکھتے، اور مجموعی صورت کے صرف ایک حصے کے خلاف واویلا مچاتے ہیں، اور اس